DARYAFT: ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 15, Issue 02,(Dec 2023): DOI #https://doi.org/10.52015/daryaft.v15i02.371

ڈاکٹر مجاہد عباس
لیکچرار شعبہ اردو، یونیورسٹی آف جھنگ
ڈاکٹر کامران عباس کاظمی
اسسٹنٹ پروفیسر اردو، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

ثقافتی مادیت کی نظری بنیادیں اور ادبی متن کی تفہیم

Dr.Mujahid Abbas
Lecturer Urdu, University of Jhang
Dr. Kamran Abbas Kazmi
Assistant Professor Urdu, IIU, Islamabad

Theoretical Foundations of Cultural Materialism and Understanding of Literary Text

ABSTRACT
Cultural Materialism theory is proposed by an American Anthropologist Marvin Harris. This theory has a scientific strategy to find the facts about human cultures. This theory suggests that in every sociocultural system, three major parts, infrastructure, structure, and superstructure, interact with each other. Infrastructure refers to material resources of the culture that man established to get energy and food from his physical environment. Structure refers to the laws and procedures of social institutions which regulate the distribution of food and power among the members of the society. Superstructure refers to the soft images of society like art, music, language, literature, and behaviors of individuals in a social setup. This theory provides a comprehensive analysis pattern of any literary text by finding the infrastructure in the base of structure and superstructure. In this article, it is tried to formulate theoretical bases and practical dimensions of cultural materialism.

Keywords: *cultural materialism, Infrastructure, sociocultural, physical environment, comprehensive.*

ثقافتی مادیت (Cultural Materialism) کا نظریہ ابتدائی طور پر ماروِن ہیرس (Marvin Harris) (۱۹۲۷-۲۰۰۱) نے اپنی کتاب "The Rise of Anthropological Theory" میں ۱۹۶۸ء میں پیش کیا۔ بعد ازاں اسی نظریے کو انھوں نے اپنی نئی کتاب "Cultural Materialism: The Struggle for a science of culture" میں مزید دلائل کے ساتھ ۱۹۷۹ میں واضح کیا۔ یہ نظریہ

Received: 15th Aug, 2023 | Accepted: 1st Dec, 2023 | Available Online: 30th Dec,2023
DARYAFT, Department of Urdu Language & Literature, NUML, Islamabad.
***This work** is licensed under a* Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

جہاں ایک طرف مسلسل بدلتی ہوئی سماجی صورتِ حال کو سمجھنے میں کار گر ہے وہاں ادبی متون کی سماجی تنقید کے حوالے سے بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ماروِن ہیرس کے مطابق ثقافتی مادیت کے نظریے کی نوعیت سائنسی ہے یعنی یہ نظریہ کسی معاشرے کے آغاز، اس کی بقا اور اس میں وقوع پذیر ہونے والی مسلسل تبدیلیوں کی وضاحت سائنسی انداز میں کرتا ہے۔اس نظریے کی بنیاد دو کلیدی تصورات پر ہے۔

۱۔ ثقافتی مادیت کا پہلا کلیدی تصور یہ ہے کہ کسی بھی سماج کے ثقافتی نظام کی بنیاد اس کے مادی ماحول پر ہوتی ہے۔ یہاں مادی ماحول میں اس کے طبعی، حیاتیاتی اور کیمیائی تمام تر پہلو شامل ہیں جن سے انسان اپنا کسی نہ کسی حوالے سے تعلق جوڑے ہوئے ہوتا ہے۔مثال کے طور پر باقی تمام جانداروں کی طرح انسان بھی اپنی طبعی ضروریات اپنے ماحول سے پوری کرتا ہے۔یعنی سانس لینے کے لیے آکسیجن، توانائی کے لیے خوراک اور پانی سب اسے اپنے مادی ماحول سے حاصل کرنے ہوتے ہیں۔یہ معاملہ کسی ایک انسان یا جاندار کا نہیں ہوتا بلکہ پورا حیاتیاتی معاشرہ اسی پر انحصار کرتا ہے اور حیات کی تمام صورتیں ایک جال کی مانند ایک دوسرے سے مربوط و منسلک ہوتی ہیں۔یوں حیاتیاتی معاشرے میں ایک پیچیدگی جنم لیتی ہے جس میں جانداروں کے مابین تعلقات و تعاملات کے کئی دائرے بن جاتے ہیں۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ افراد کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے موجود یا میسر ماحول سے توانائی کشید کرنا، اخذ کرنا یا پیدا کرنا کسی بھی سماج کا بنیادی وظیفہ قرار پاتا ہے۔اس لیے کسی بھی سماج کی حدود و قیود کا فی حد تک اس کا ماحول ہی مقرر کرتا ہے۔اگر ماحول کے مادی وسائل آبادی کے تناسب سے ناکافی ہوں تو انسان اپنی ضروریات کے مطابق ماحولیاتی عناصر میں ممکنہ تبدیلیوں کی کوشش کرتا ہے اور نت نئی ایجادات سے توانائی کی نئی صورتوں کو تصرف میں لاتا رہتا ہے جس سے اس سماج کا کلچر پھلتا پھولتا ہے۔Leslie A. Whiteنے اپنے آرٹیکل "Energy and evolution of Culture" میں اس بات کو یوں واضح کیا ہے:

> "Man is animal. His first and great need is food. Control over habitat in general and food supply in particular is affected by means of tools (of all kinds, weapon included). Through invention and discovery the technological means of control are extended and improved. Social evolution follows upon technological evolution." (1)

ترجمہ: انسان بھی حیوان کی طرح ہے۔اس کی سب سے پہلی اور بڑی ضرورت خوراک ہے۔ عموماً مسکن پر اختیار اور خصوصاً خوراک کی فراہمی کا دارومدار آلات و ذرائع پر ہوتا (ہر قسم کے آلات بشمول ہتھیار) ہے۔دریافت اور ایجاد کے ذریعے ٹیکنالوجی کے ذرائع بڑھے ہیں اور بہتر ہوئے ہیں۔ سماجی ترقی ٹیکنالوجی کی ترقی کی مرہونِ منت ہے۔

۲۔ ثقافتی مادیت کا دوسرا کلیدی تصور یہ ہے کہ ثقافت دراصل انسانی سماج کی دین ہے اور ہر سماج کے مختلف حصے باہم مربوط ہوتے ہیں۔جب سماج کے کسی ایک حصے میں تبدیلیاں وقوع پذیر ہوں تو اس کے دیگر حصے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ ہم سماج کے بنیادی

ستونوں کی بات کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ سماج کے تمام ادارے یعنی خاندان، مذہب، تعلیم، معیشت اور سیاست وغیرہ سب آپس میں جڑے ہوتے ہیں اوران میں سے کسی ایک میں تبدیلی دیگر اداروں میں تبدیلی کا باعث بنتی رہتی ہے۔

درج بالا دونوں کلیدی تصورات سے یہ مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ کسی سماج کا بنیادی وظیفہ یہ ہے کہ وہ اپنے افراد کی زندگی کی بقااور ارتقا کے لیے میسر ماحول کے وسائل سے ممکنہ توانائی کا حصول یقینی بنائے اور اگر مخصوص ماحول میں مادی وسائل کی کمی ہو جائے تو اس کمی کو مصنوعی اور جدید طریقوں سے پورا کرنے کی کوشش کرے۔ دوسرا یہ کہ انسانی سماج ہی ثقافت کی تشکیل کرتا ہے اس سماج کے تمام اجزایوں باہم مربوط ہوتے ہیں کہ ایک میں تبدیلی باقی سب میں تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ماروِن ہیرس کے مطابق جس سماج پر بھی نظر کی جائے اس کے سوشل سیٹ اپ میں درج ذیل تین پہلو ضرور سامنے آتے ہیں:

ا۔مادی ساخت(Infrastructure)

ب۔ سماجی ساخت(Social Structure)

ج۔ نظری ساخت(Super Structure)

انفرااسٹرکچر دراصل وہ مادی ساختیں ہیں جن کے ذریعے کوئی سماج اپنے ماحول سے وابستگی اختیار کیے رکھتا ہے۔یہ وابستگی دراصل ماحول کے وسائل سے توانائی کے حصول کی خاطر پیدا ہوتی ہے۔ انفرااسٹرکچر کے ذریعے انسان اپنے ماحول میں تبدیلیاں بھی کرتا رہتا ہے۔ آسان الفاظ میں انسان اپنی آبادی اور پیداوار میں ایک توازن قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ میسر ماحول کے محدود وسائل کو بروئے کار لا کر اسے اپنے افراد کی ضروریاتِ زندگی پوری کرنی ہوتی ہیں۔پس گھر، مکان، سڑکیں، کھیت کھلیان، نہریں، عمارات، کارخانے، گاڑیاں وغیرہ سب انفرااسٹرکچر میں شامل ہیں جن کے استعمال سے انسان زندگی کی بقا کے ضروری عمل کو جاری وساری رکھے ہوئے ہے۔ یہاں ایک بات طے ہو جاتی ہے کہ انسانی ضروریات کی بنیاد پر انفرااسٹرکچر جنم لیتا ہے جو طبعی ماحول سے انسانی حیات کے لیے وسائل کے حصول کو ممکن بناتا ہے۔

اگر ہم انسان کے ارتقائی سفر کی داستان کا ایک طائرانہ جائزہ بھی لیں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف پیداواری ذرائع کی وساطت سے انسان نے اپنی ارتقائی منازل طے کی ہیں۔ بھوک انسانی ضرورت تھی جو آج بھی ہے، اسے پورا کرنے کے لیے انسان نے جنگلوں جنگلوں شکار کیے اور بعد میں جگہ جگہ فصلیں اگائیں۔ شکار کرنے کے لیے پتھر اور لکڑی سے جو اوزار بنائے وہ انفرااسٹرکچر میں شامل ہیں۔ انسان نے ماحول کے مادی وسائل کے استعمال سے انفرااسٹرکچر بنایا اور پھر اسی کے ذریعے ماحول سے اپنی بقا کے لیے توانائی کا حصول ممکن بنایا۔ جنگلی جانوروں کا شکار چونکہ خطرے سے خالی نہیں ہوتا تھا اور پھر یہ فردِ واحد کے لیے از حد مشکل کام ہوتا تھا اس لیے لوگ مل جل کر شکار کرتے تھے اور ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہوئے گروہی زندگی کو فروغ دیتے تھے۔ یہی بات گلہ بانی و باغبانی کی مثالوں سے بھی سمجھی جاسکتی ہے۔اس ساری بحث سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ کسی سماج کا انفرااسٹرکچر ہی وہ بنیادی شے ہے جو انسانی سماج کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے طبعی ماحول سے توانائی کے حصول کو ممکن بناتا ہے اور سماج کے افراد کے درمیان تعلقات کی نوعیت کو طے کرتا ہے۔

اب ہم سماجی ساخت یعنی اسٹرکچر کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسٹرکچر دراصل کسی سماج کے افراد کی سماجی زندگی کی تنظیم کا نام ہے۔ ایک سماج اپنے افراد کے درمیان ایک ربط اور ایک تنظیم کو جنم دیتا ہے تاکہ انسانی حیات کا ارتقا جاری و ساری رہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک سماج میں افراد کے درمیان ربط اور تنظیم کی بنیاد کہاں ہوتی ہے؟ اسی طرح سماجی اداروں کے درمیان کس بنیاد پر ہم آہنگی جنم لیتی ہے اور ان کے وظائف کس طرح مقرر ہوتے ہیں؟

خاندان سماج کی بنیادی اکائی ہے لہٰذا ہم خاندان کی مثال سے یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ سماج کے افراد میں ربط و تنظیم کی بنیاد کہاں ہے۔ ایک خاندان کے پاس موجود اس کے مادی و پیداواری وسائل (انفرااسٹرکچر) ہی اس خاندان کے لوگوں کے وظائف، عمر اور صنف کے لحاظ سے سماجی کردار اور تعلیم وغیرہ کا تعین کرتے ہیں۔ اگر کسی خاندان کے پاس انفرااسٹرکچر میں زرعی زمین میں فصلیں یا سبزیاں اگانے کے وسائل میسر ہیں تو اسی اعتبار سے خاندانی ساخت ترتیب پائے گی۔ اسی کے مطابق رشتوں اور ناطوں کا نظام جنم لے گا۔ اسی کے مطابق افرادِ خانہ کے سماجی کردار تشکیل پائیں گے۔ یعنی ایک زراعت سے تعلق رکھنے والے خاندان اور پرائیویٹ کمپنی میں ملازمت اختیار کرنے والے خاندان کے افراد کے وظائف، تعلیم، کردار وغیرہ میں نمایاں فرق ہوگا۔ بڑے پیمانے پر دیکھیں تو معاشی اعتبار سے ایک خوشحال ملک کے باسیوں اور تیسری دنیا کے مجبور شہریوں کے معمولاتِ حیات سے لے کر دیگر تمام سماجی ضابطوں کی نوعیت تک بہت کچھ مختلف ہوگا بلکہ بعض اوقات تو ان میں تضاد بھی نظر آئے گا۔ گویا انفرااسٹرکچر کے سبب سماج کا اسٹرکچر ترتیب پاتا ہے۔ لہٰذا انسان کے سماجی ضابطے، قوانین، ادارے، مذاہب وغیرہ اس کے انفرااسٹرکچر کی بنیاد پر متشکل ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف خطوں میں ایک جیسی بنیادی ضرورتیں رکھنے والے انسانوں کے سماجی نظام اور ان کی سماجی اقدار ایک دوسرے سے مختلف ہیں کیونکہ ان سماجوں کے انفرااسٹرکچر الگ الگ ہیں۔ پس کسی سماج کے اسٹرکچر کی بنیاد اس سماج کا انفرااسٹرکچر ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کسی سماج میں سیاسی و سماجی سرگرمیاں بے مقصد ہوتی ہیں یا تبدیلی نہیں لا سکتیں بلکہ درست یہ ہے کہ سماجی نظام کے تمام حصے ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ مارون ہیرس نے خود اس نکتے کی وضاحت یوں کی ہے:

> "As I have said in previous sections, infrastructure, structure and superstructure constitute a sociocultural system. A change in any one of the system's components usually leads to a change in the others. In this regard, cultural materialism is compatible with all those varieties of functionalism employing an organismic analogy to convey an appreciation of the interdependencies among the "cells" and "organs" of the social "body". (2)

ترجمہ: جیسا کہ میں نے پچھلے ابواب میں یہ لکھا ہے کہ انفرااسٹرکچر، اسٹرکچر اور سپر اسٹرکچر مل کر ایک سماجی ثقافتی نظام کی تشکیل کرتے ہیں۔ اس نظام کے کسی ایک حصے میں تبدیلی عام طور پر دوسرے حصوں میں تبدیلیوں کا سبب بنتی ہے۔ اس حوالے سے

ثقافتی مادیت فعلیت کی ان تمام صورتوں سے مطابقت رکھتی ہے جو سماجی جسم کے اعضا اور اکائیوں کے درمیان باہمی انحصار کو اجاگر کرنے کے لیے نامیاتی ترکیب کی مثال کو سامنے رکھتی ہیں۔

مارون ہیرس کے مطابق کسی سماج کے غیر منظم ہونے کی ابتدا کا بنیادی خطرہ انفرا اسٹرکچر کی غیر متوازن تقسیم سے جنم لیتا ہے۔ چونکہ سماج کا کوئی ایک طبقہ انفرا اسٹرکچر کے لحاظ سے اس قدر کمزور ہو جاتا ہے کہ اسے اپنی بقا کی راہیں مسدود نظر آتی ہیں جبکہ دوسرا طبقہ ان وسائل پر اس قدر قدرت رکھتا ہے کہ اس کا من مانا استعمال کر کے نئے جہان پیدا کرنے کی کوشش میں نت نئے ضابطے ترتیب دیتا رہتا ہے۔ مارون ہیرس نے اُس معیشت یا انفرا اسٹرکچر کو جس کی بنیاد پر سماج کا اسٹرکچر جنم لیتا ہے ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

ا۔ خاندانی معیشت　　　　ب۔ سیاسی معیشت

خاندان ہو یا سیاست کا ادارہ یہ دراصل پیداوار، آبادی، کمائی اور خرچ کو کسی سماج کے اندر اور باہر منظم و مرتب کرتے ہیں۔ خاندان گھر کے اندر آبادی میں اضافے کے ساتھ معاشی پیداوار کی اندرونی تقسیم کو متعین کرتا ہے۔ اس طریقہِ تقسیم سے ہی خاندان میں افراد کے وظیفے مقرر ہوتے ہیں۔ گھر کے جس فرد کے ہاتھ میں معاشی پیداوار کے ذرائع ہوتے ہیں اس کا منصب معتبر اور قابلِ تقلید سمجھا جاتا ہے اور اس کا فیصلہ حتمی تصور ہوتا ہے۔ یہی اصول پدرسری نظام کی بنیادوں میں بھی نظر آتا ہے جس کے ذریعے عورتوں کا استحصال صدیوں پر محیط ہو گیا ہے۔

سیاسی معیشت کے اداروں میں کارخانے، افواج، کمپنیاں، پولیس، تعلیم، میڈیا، ٹیکس کے ادارے اور دیگر پیشہ ورانہ طبقات وغیرہ شامل ہیں جن کے ذریعے حکومتیں سرمائے کو گردش میں رکھتے ہوئے ترقی کے منصوبے بناتی ہیں۔ سرمائے کی بنیاد پر منصوبے تشکیل پاتے ہیں ان منصوبوں کی تکمیل کے لیے ادارے، پروسیجرز، قوانین، ضابطے اور کئی طرح کے تنظیمی ارتباط جنم لیتے ہیں جو کہ ایک سماج کا اسٹرکچر کہلاتے ہیں۔ یوں واضح ہو جاتا ہے کہ کسی سماج کے افراد کا نظامِ حیات (اسٹرکچر) دراصل اس سماج کے انفرا اسٹرکچر کا مرہونِ منت ہوتا ہے۔

اب ہم تیسرے اور آخری حصے یعنی سپر اسٹرکچر کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سپر اسٹرکچر کسی سماج کے افراد کے رویوں، ذہنی کیفیات کے اظہاریوں یا اعتقاد و نظریات کا نام ہے۔ آرٹ، رقص، موسیقی، مشاغل، لوک کہانیاں، کھیل تماشے اور دیگر جمالیاتی تصورات وغیرہ کو سپر اسٹرکچر میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ اجمالی طور پر انسان کی شعوری و لاشعوری خواہشات، اقدار اور ایمانی کیفیات جن سے اس کے رویے جنم لیتے ہیں وہ اس کا سپر اسٹرکچر ہیں۔ مارون ہیرس کے مطابق سپر اسٹرکچر کی تمام صورتیں دراصل اسٹرکچر کی بنیاد پر ترتیب پاتی ہیں۔ یعنی سماجی نظام ہی اساطیر، موسیقی، آرٹ اور لوک کہانیوں وغیرہ کی مختلف شکلوں کو جنم دیتا ہے۔

اس ساری بحث سے جو حتمی نتیجہ یا اصول اخذ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی سماج کا انفرا اسٹرکچر وہ بنیادی شے ہے جو اس کے اسٹرکچر کو متاثر کرتا ہے اور یہی اسٹرکچر آگے سپر اسٹرکچر کو متشکل یا متعین کرتا ہے۔ مجموعی اعتبار سے کسی سماج کی آبادی کی

بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے بنایا گیا انفرااسٹر کچر سماج کے افراد کے درمیان وسائل کی تقسیم کے نظام یعنی اسٹر کچر کو ترتیب دیتا ہے جس کی بنیاد پر سماج کے نظریات و اعتقادات (سپر اسٹر کچر) جنم لیتے ہیں۔

اگر بنظرِ عمیق مطالعہ کیا جائے تو مارون ہیرس نے آبادی اور افزائشی ذرائع کی بات کر کے تھامس رابرٹ مالتھس (Thomas Robert Malthus)[۳] اور پیداواری ذرائع کا تذکرہ کر کے کارل مارکس (Karl Marx)[۴] کے نظریات کے درمیان ارتباط قائم کرتے ہوئے ثقافتی مادیت (Cultural Materialism) کا نظریہ ترتیب دیا ہے۔ مارون ہیرس نے خود اس بات کی وضاحت کی ہے کہ کارل مارکس کے نظریے میں ایک کمی رہ گئی تھی جسے پورا کیا جانا چاہیے:

> "The mode of production in material life determines the general character of the social, political and spiritual processes of life. It is not the consciousness of men that determines their existence, but on the contrary, their social existence determines their consciousness"... However in the context of modern anthropological research, the epistemological ambiguities inherent in the phrase "the mode of production", the neglect of "the mode of the reproduction" and failure to distinguish emic from etic and behavioral from mental impose the need for reformulation."[5]

ترجمہ: مادی وسائل سے پیداوار کا طریقہ زندگی کے سماجی، سیاسی اور روحانی عوامل کے عمومی کردار کا تعین کرتا ہے۔ انسانوں کا شعور ان کی بقا کا ضامن نہیں ہے بلکہ ان کی سماجی بقا ہی ان کے شعور کا تعین کرتی ہے۔ تاہم جدید بشریاتی تحقیق کے تناظر میں "پیداواری طریقے" کے تصور میں موجود علمیاتی ابہام، "افزائشِ نسل کے ذرائع" کی نظر اندازی اور مطالعات کے کلی و جزوی طریقہ ہائے کار اور رویوں اور ذہنی حالتوں کی تفریقات میں ناکامی جیسے اسباب نے نئی نظریہ سازی کی ضرورت کو جنم دیا ہے۔

مجموعی طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ثقافتی مادیت کی نظری بنیادیں آبادی، افزائش، مادی و پیداواری وسائل، سماجی نظام کے اصول و ضوابط اور اعتقادی رسوم کے کلیدی تصورات کے انسلاکات میں موجود ہیں۔ کسی سماج کی آبادی کا کم یا زیادہ ہونا، اس کی شرحِ افزائش کی نوعیت، وہاں سے ہجرت کا تناسب اور ارتقائے حیات کی دیگر صورتیں اس سماج کے مادی و پیداواری وسائل پر منحصر ہوں گی۔ اس طرح سماج میں تنظیم کی تمام صورتیں یعنی خاندانی و سیاسی، معاشی و مذہبی وغیرہ کا دارومدار بھی سماج کے انفرااسٹر کچر پر ہو گا اور پھر اس سماج کے افراد جس طرح کے نظام میں زندگی بسر کریں گے اسی کے مطابق ان کے رویے اور اعتقادی نظریات جنم لیں گے۔

ثقافتی مادیت کی نظری بنیادوں کو سمجھنے کے بعد اس کی عملی جہات کا اندازہ لگانا قدرے آسان ہو سکتا ہے۔ ثقافتی مادیت کی عملی جہت کے حوالے سے اگر کسی بھی سماجی واقعے یا مظہر کی معنویت سمجھنی ہے تو سب سے پہلے اسے متعلقہ سماج کے انفرااسٹرکچر سے مربوط کر کے دیکھنا ہو گا۔ مثال کے طور پر روزانہ کی بنیاد پر اخبارات میں شائع ہونے والے ہزاروں واقعات جو سماجی مظاہر کے آئینہ دار ہوتے ہیں، ان کا تجزیہ ثقافتی مادیت کے تناظر میں کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم کسی ادب پارے میں کسی سماج سے جڑی ایک کہانی کا تجزیہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کہانی میں بتائے گئے انفرااسٹرکچر کے خدوخال کا جائزہ لینا ہو گا۔ مثال کے طور پر غلام عباس کے معروف افسانے "کتبہ" کو ثقافتی مادیت کے تناظر میں دیکھیں تو سب سے پہلے اس افسانے میں بتائے گئے انفرااسٹرکچر کا جائزہ لینا ہو گا۔ مذکورہ افسانے میں جو انفرااسٹرکچر دکھایا گیا ہے وہ ایک کلرک کا گھر اور دفتر ہے اور پیداواری ذریعہ اس کلرک کی ملازمت ہے جس سے وہ معمولی تنخواہ وصول کرتا ہے۔ اسی انفرااسٹرکچر کی بنیاد پر اس مرکزی کردار کی سماجی زندگی کا کردار متعین ہو رہا ہے۔ اسی انفرااسٹرکچر کی وساطت سے اس کا ایک سماجی ماحول جسے اسٹرکچر کہنا چاہیے ترتیب پا رہا ہے۔ مزید برآں اسی بننے والے اسٹرکچر سے اس کردار کی ذہنی کیفیات اور رویوں کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

یہ بات نہایت توجہ طلب ہے کہ انفرااسٹرکچر، سٹرکچر اور سپر اسٹرکچر باہمی تعامل میں ہوتے ہیں اور سب اجزا ایک دوسرے پر اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ثقافتی مادیت کے تناظر میں بنیادی اہمیت یا اصالت انفرااسٹرکچر کو حاصل ہوتی ہے۔ ان تمام اجزا کے تعاملات کے نتیجے میں سماج میں تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی رہتی ہیں اور یہ تغیرات ایک تسلسل میں جاری رہتے ہیں۔ بعض اوقات ان تبدیلیوں کے خلاف مزاحمت جنم لیتی ہے اور بعض اوقات ان تبدیلیوں کے نتیجے میں انقلابات برپا ہو جاتے ہیں۔ ثقافتی مادیت کے نظریے کے مطابق ان تینوں اجزا میں تعاملات نہایت اہم ہوتے ہیں کیونکہ ان کی بنیاد پر تبدیلیوں کی سمت اور رفتار کا تعین ہوتا ہے۔

سماج کے کسی ایک فرد کے انفرادی رویوں یا اعمال کا مطالعہ اگر ثقافتی مادیت کے تناظر میں کیا جائے تو اس کی بنیاد میں ہمیں سماج کا اسٹرکچر یا انفرااسٹرکچر نظر آئے گا۔ ایک فرد کی بنیادی ضرورتیں مثلاً بھوک پیاس، توانائی، جنس اور انس وغیرہ کے لیے وسائل کا حصول انفرااسٹرکچر سے ممکن ہو گا لیکن درمیان میں سماج کا اسٹرکچر حائل ہو گا جو دراصل تنظیم و ترتیب کے لیے بنایا گیا ہے تاکہ معاشرے کے تمام افراد کو یکساں مواقع دے کر ان کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ یہی وہ اہم ترین نکتہ ہے جہاں مارون ہیرس کارل مارکس کے نظریات سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جب انفرااسٹرکچر کے خاص حصے یعنی پیداواری ذرائع میں تبدیلی یا ترقی آتی ہے تو سماج کے تمام افراد تک اس کے یکساں اثرات نہیں پہنچ پاتے بلکہ طاقت ور طبقہ ان تبدیلیوں سے زیادہ مستفید ہوتا ہے اور کمزور طبقے کا استحصال ہونا شروع ہو جاتا ہے کیونکہ طاقت ور طبقہ اس قابل ہوتا ہے کہ وہ سماج کے اسٹرکچر (قوانین و ضوابط وغیرہ) کے ذریعے وسائل پر اپنی گرفت مضبوط رکھ سکے۔ لہٰذا ثقافتی مادیت کی دوسری عملی جہت یہ ہے کہ وہ کسی سماج کے طاقت ور طبقے کی شناخت کرے اور جاننے کی کوشش کرے کہ اس طبقے کے پاس کس قدر طاقت موجود ہے اور کس طرح اسے غیر منصفانہ طور پر استعمال میں لایا گیا ہے۔ اگر ہم "کتبہ" کے مرکزی کردار شریف حسین کی ملازمت کی مثال سے اس بات کو سمجھیں تو اس کردار کی زندگی کا ایک طویل حصہ درجہ دوم کے کلرک کے طور پر کسمپرسی کے

عالم میں گزارنے کے پیچھے حکومتی نمائندگان اور پیشہ ورانہ بیوروکریسی کی طرف سے بنائے گئے ملازمت کے ایسے اصول وضوابط ہیں جو کسی طور پر منصفانہ نہیں کہے جاسکتے۔

طاقت اور طاقت ور کی اس شناخت میں مشل فوکو (Michel Foucault) کے نظریات معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔بطورِ خاص ان کا نظریہ "Power is everywhere" کسی سماج کی اجتماعی علمیاتی صورتِ حال کے تناظر میں طاقت کی کارکردگی اور سماجی بیانیوں میں اس کے تشکیلی کردار کی وضاحت کرتا ہے۔فوکو طاقت کے منفی کے ساتھ مثبت پہلو کو بھی نمایاں کرتا ہے۔اس کے نزدیک طاقت کسی سماج میں نظم و ضبط مہیا کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔مشل فوکو کی کتاب Discipline and Punish میں طاقت کو یوں بیان کیا گیا ہے:

> "In short this power is exercised rather than possessed, it is not the privilege, acquired or preserved, of the dominant class, but the overall effect of its strategic positions-an effect that is manifested and sometimes extended by the positions of those who are dominated." (6)

ترجمہ: مختصر یہ کہ طاقت محفوظ ہونے والی شے نہیں بلکہ یہ بروئے کار لائی جاتی ہے۔یہ معاشرے کے غالب طبقے کی وہ عزت نہیں جو اسے ملی ہو یا اس نے کمائی ہو بلکہ یہ اپنی فعال پوزیشنز کے مجموعی اثر کا نام ہے۔ایک ایسا اثر جو واضح طور پر ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے یا بعض اوقات مغلوب طبقے کی پوزیشنز تک بھی پھیل جاتا ہے۔

یہی بات ہم نے مارون ہیرس کا ثقافتی مادیت کے تصور کی وضاحت کرتے ہوئے دیکھی کہ انفرااسٹرکچر سے انسانی ضرورتوں کی تکمیل میں تنظیم کے لیے اسٹرکچر یعنی سماجی ڈھانچہ ضروری ہوتا ہے۔پس طاقت یہاں سماجی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور سماجی معیارات کے مطابق زبان اور علمیات کو استعمال میں لاتے ہوئے ضرورت کے مطابق انفرادی اور اجتماعی رویوں کی تشکیل کی جاتی ہے۔گویا ثقافتی مادیت کی تیسری اور اہم ترین عملی جہت یہ طے پاتی ہے کہ کسی سماجی مظہر کی تشکیل میں کارفرما طاقت کا ادراک کیا جاسکے اور اس طاقت کی کارگزاری کے بنیادی مقصد کا تعین کیا جاسکے۔

ثقافتی مادیت کی چوتھی عملی جہت یہ ہے کہ وہ سماجی ثقافتی نظام کے تینوں اجزا یعنی انفرااسٹرکچر، اسٹرکچر اور سپر اسٹرکچر کے متغیرات کا تعین کرے اور ان کے آپس میں تعاملات کی نوعیت کو واضح کرے۔ان اجزا کے درمیان ربط میں بنیادی بات یہی رہے کہ سماج کا انفرااسٹرکچر ہی وہ بنیادی شے ہو گا جو اسٹرکچر کو متاثر کرے گا اور پھر اس سے سپر اسٹرکچر کی تشکیل ہو گی۔مزید یہ کہ انفرااسٹرکچر کے متغیرات اور طبعی ماحول کے وسائل کے درمیان تعلق کی بنیاد پر ثقافتی مادیت اور ماحولیاتی تنقید کے انسلاکی حوالوں سے سائنسی نوعیت کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

ثقافتی مادیت کی پانچویں جہت یہ ہو سکتی ہے کہ سپر اسٹرکچر کے علامتی متغیرات چاہے وہ زبان و بیان کی صورت میں ہوں یا انفرادی و اجتماعی رویوں میں عیاں ہوں، ان کے پس منظر میں موجود سماجی اور مادی ساختوں کا تعین کر سکے۔ان عوامل کی

تہہ تک پہنچ سکے جن کے سبب کسی سماج کے افراد کے اذہان کی ساخت بنتی ہے جو لامحالہ ان کے عملی رویوں کو متشکل کرتی ہے۔ اس طرح یہ نظریہ ایک سائنسی نوعیت کے طریقۂ کار کو اپناتے ہوئے ادبی متون کی تفہیم میں کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔

ثقافتی مادیت کے تناظر میں ادبی متون کی تفہیم غلام عباس کے افسانے "کتبہ" کے حوالے سے کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ اس افسانے میں کس طرح کا انفرااسٹرکچر دکھایا گیا ہے۔ چیدہ چیدہ وسائل نشان زد کیے جائیں تو ان میں چھوٹے بڑے دفتر، معمولی گھر، صندوق، باورچی خانہ، غسل خانہ، میز، بے کواڑ الماری، کاٹھ بکس، گرمی کے موسم میں تپتی سڑک، پھاٹک، تانگا، حلوائی کی دکان، بوریاں، پانی، سستے ہوٹل، ٹوپیاں، کوٹ، نکٹائیاں، کند استرے، عینکیں، اکنی، اٹھنی، پانچ کا نوٹ، جامع مسجد، کہنہ فروش، سستا مال بیچنے کی دکانیں، سنگِ مرمر، گلدان، کباڑ خانہ وغیرہ۔ یہ انفرااسٹرکچر ایک ایسے ماحول کی نمائندگی کرتا ہے جو اس افسانے کے مرکزی کردار کو ملا ہے۔ افسانے کا مرکزی کردار شریف حسین درجہ دوم کا کلرک ہے۔ اس کی محدود سے تنخواہ ہے۔ یہی وہ مادی ساخت ہے جو افسانے کے ہیرو شریف حسین کی سماجی ساخت کو ترتیب دیتے ہوئے اس کی سوچوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرے گی۔

"کتبہ" میں دکھائی گئی مادی ساخت کے بعد سماجی ساخت دیکھتے ہیں۔ کلرک کے اوقاتِ کار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صبح ساڑھے دس تک سڑک پر ہجوم کا ہونا اور پھر چھٹی کے وقت ساڑھے چار کے بعد بھی بھیڑ کا دکھایا جانا، مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی نمائندگی جیسے ٹائپسٹ، اکاؤنٹنٹ، کلرک وغیرہ۔ بازار میں حکیموں، سنیاسوں وغیرہ کے بیانیے، دفتروں میں پروموشن کی بنیادیں، غیر زبان میں افسروں سے بات کرنے کی مجبوری اور قوانین وغیرہ۔ افسانے کے مرکزی کردار شریف حسین کی سماجی زندگی مادی ساخت کی مرہونِ منت ہے جو افسانے میں دکھائی گئی ہے۔ کلرک کی تنخواہ (مادی ساخت) کم ہے لہٰذا وہ پورا مہینہ گھر سے دفتر تانگے پر نہیں جا سکتا ہے بلکہ اسے اکثر پیدل چلنا پڑتا ہے۔ وہ تنخواہ ملنے کے بعد صرف ابتدائی چند دنوں تک ہی تانگے پر سفر کر سکتا ہے۔ کم تنخواہ کے باعث چار روپے قیمت والے کتبے کی قیمت صرف ایک روپیہ ادا کرتا ہے۔۔ چونکہ وہ درجہ دوم کا کلرک ہے اور اس کی تنخواہ (مادی ساخت) کم ہے اس لیے وہ درجہ اول میں جانے کے لیے محنت کرتا ہے (سماجی ساخت) کیونکہ اگر اس کے افسر اس سے خوش ہوں گے تو ترقی کے امکانات زیادہ ہوں گے (سماجی ساخت)۔ ایک دن جب اسی دفتر میں درجہ اول کا ایک کلرک تین مہینے کی چھٹی پر چلا جاتا ہے اور شریف حسین اس کی جگہ درجہ اول میں کام کرتا ہے اور اس کی تنخواہ زیادہ ملتی ہے تو وہ ایک میز اور گھومنے والی کرسی خرید لیتا ہے (مادی ساخت میں عارضی تبدیلی)۔ اسی تبدیلی سے شریف حسین کے مزاج اور رویے (سپر اسٹرکچر) میں بھی تبدیلی وقوع پذیر ہوتی ہے۔ درج ذیل اقتباس دیکھیے:

> "یہ زمانہ اس کے لیے بہت کٹھن تھا کیونکہ وہ اپنے افسروں کو اپنی برتر کارگزاری دکھانے کے لیے چھٹی پر گئے ہوئے کلرک سے دوگنا کام کرتا۔ اپنے ماتحتوں کو خوش رکھنے کے لیے بہت سا ان کا کام بھی کر دیتا۔ گھر پر آدھی رات تک فائلوں میں غرق رہتا۔ پھر بھی وہ خوش تھا۔" (۷)

یعنی جیسے ہی شریف حسین درجہ دوم سے درجہ اول (سماجی ساخت میں تبدیلی) میں منتقل ہوا تو اس کے مزاج اور رویے (نظری ساخت) میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اسی طرح جب درجہ اول کا کلرک چھٹی سے واپس آ گیا اور شریف حسین کو

درجہ اول سے واپس درجہ دوم میں آنا پڑا اور اس کی تنخواہ (مادی ساخت) کم ہو گئی تو اس کے مزاج میں ایک مرتبہ پھر تبدیلی رونما ہوتی ہے۔

> "اس کے بعد جو دن گزرے وہ اس کے لیے بڑی مایوسی اور افسردگی کے تھے۔ تھوڑی سی خوش حالی کی جھلک دیکھ لینے کے بعد اب اسے اپنی حالت پہلے سے بھی زیادہ ابتر معلوم ہونے لگی تھی۔ اس کا جی کام میں مطلق نہ لگتا تھا۔ مزاج میں آلکس اور حرکات میں سستی پیدا ہونے لگی۔ ہر وقت بیزار بیزار سا رہتا۔ نہ کبھی ہنستا نہ کبھی بولتا چالتا۔" (۸)

اگر مکمل افسانے کو نظر میں رکھیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شریف حسین کی سماجی زندگی میں کوئی قابلِ ذکر مستقل تبدیلی نہیں آئی کیونکہ جس مادی ساخت نے ان کی سماجی ساخت کو ترتیب دیا تھا وہ ویسی کی ویسی رہتی ہے۔ لہٰذا ثقافتی مادیت اسی بات کو نشان زد کرتی ہے کہ کسی فرد کی سماجی زندگی میں مادی ساخت بہر صورت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر سماجی ساخت میں وہ اصول وضوابط اور قوانین و قاعدے جن سے مادی وسائل کی منصفانہ تقسیم کو ممکن بنایا جاسکتا ہے کارگر نہ ہوں تو لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلیاں نہیں آتی ہیں اور بہتری کے امکانات مفقود ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف اگر ان کے مادی وسائل بہتر ہو جائیں تو ان کی سماجی کارکردگی بہتر ہو جاتی ہے اور وہ لگن سے اپنے فرائضِ منصبی ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ ایک فرد جس نے ایک گھر کا خواب دیکھا اور اس پر کتبہ نصب کرنے کی امنگ پالی وہ صرف اس لیے ایسا نہیں کر پایا کیونکہ اس کے مادی وسائل بہتر نہیں ہو سکے اور جس محکمے میں اس نے بیس سال سے زائد عرصہ ملازمت کی اس میں ترقی کے لیے بنائے گئے قاعدے اور قوانین اس قدر غیر منصفانہ تھے کہ وہ درجہ دوم سے درجہ اول میں نہ جاسکا۔ لہٰذا ثقافتی مادیت طاقت کے ایسے ہی مراکز کو نشان زد کرتی ہے جو مادی وسائل کی منصفانہ تقسیم کو ممکن نہیں ہونے دیتے اور لوگوں کی زندگیوں میں بہتری کی راہیں مسدود کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ افسانے کا مرکزی کردار اس طرح دکھایا گیا ہے کہ جو اپنا مکان نہیں بنا سکا اور مکان کے لیے بنوایا گیا کتبہ اس کی قبر پر لگا دیا گیا۔ اس ساری بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شریف حسین کے مادی و پیداواری وسائل نے اس کے لیے ایک سماجی ساخت ترتیب دے رکھی ہے جس میں وہ زندگی گزار رہا ہے اور اسی سماجی ساخت سے اس کی سوچیں اور رویے تشکیل پا رہے ہیں۔ یوں ثقافتی مادیت کے اطلاق سے ایک ایسے ادبی متن کو نہایت آسانی کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے جس میں معاشرے کے وسائل اور مسائل کے علاوہ افراد کے افکار و نظریات کو بیان کیا گیا ہو۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ لیس لی اے وائٹ، توانائی اور ثقافتی ارتقا، امریکی ماہرینِ بشریات، نئی سیریز، جلد ۴۵، شمارہ ۳، حصہ اول، جولائی تا ستمبر ۱۹۴۳ء، ص ۳۵۴

۲۔ ہیرس، مارون، ثقافتی مادیت: ثقافتی سائنس کی جستجو، رینڈم ہاؤس، نیویارک، ۱۹۷۹ء، ص ۱۷

۳۔ تھامس رابرٹ مالتھس، اصول آبادی پر ایک مضمون، ڈو۔ ور پبلی کیشن، ۲۰۰۷ء

۴۔ کارل مارکس، سرمایہ، جلد اول، پولیٹیکل اکانومی پر ایک تنقید، ڈو۔ ور پبلی کیشنز، ۲۰۱۹ء

۵۔ہیرس،مارون، ثقافتی مادیت: ثقافتی سائنس کی جستجو، ص۵۵

۶۔فوکو، مشل، قانون اور سزا: جیل کا قیام، ترجمہ از ایلن شیریڈن، ون ٹیج بکس، نیویارک، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۹۵ء، ص۲۶

۷۔غلام عباس، کتبہ مشمولہ آنندی، مکتبہِ جدید، لاہور، ۱۹۵۵ء، ص۶۰

۸۔غلام عباس، کتبہ مشمولہ آنندی، ص۶۱

References in Roman Script:

1. Leslie A White, Energy and the evolution of culture, American Anthropologists, news series, Vol.45, Number3, Part 1, July-September 1943, P354
2. Harris, M, Cultural Materialism: The Struggle for a Science of Culture, Random house, New York, 1979, P71
3. Thomas Robert Malthus ,An Essay on the Principle of Population, Dover Publication, 2007
4. Karl Marx, Capital Volume One, A Critique of Political Economy, Dover Publication, 2019
5. Harris, M, Cultural Materialism: The Struggle for a Science of Culture, Random house, New York, 1979, P55
6. Foucault, M, Discipline and Punish: The Birth of the Prison, Translated by Alan Sheridan, Vintage Books, New York, second edition, 1995, P26
7. Ghulam Abbas,Katba, Included in Anandi, Maktaba e Jadeed, Lahore, 1955, P60
8. Ghulam Abbas, Katba, Included in Anandi, P 61